JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 02, January – Jun 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Environmental Problems and Their Solution in Light of the Life and Teachings of Holy Prophet Muhammad (S.A.W)

Abdul Rehman*
PhD Scholar, University of the Punjab & Lecturer Islamiat Millat Graduate College G.M Abad Faisalabad
Umme Aymen Abdul Razzaq**
Visiting Lecturer at GCWUF

ABSTRACT

When our Lord created the universe, it was at the summit of its beauty and grace. The earth was an even more beautiful part of it. Its oceans and rivers, springs and waterfalls, land and mountains, burning deserts and oases, gardens and fertile green fields, soft and tender breeze, singing birds, crawling insects, and running animals make the universe more and more fascinating. Every corner of the universe our Lord created only to serve the stay of man on the earth, and man has been reaping benefits from these blessings for thousands of years, maintaining a balanced relationship with nature until recently. Then comes a time when humankind began to treat Mother Nature heedlessly by constructing artificial ways of living and consequently caused her to lose balance. It was a shift of human instinct from the natural to the unnatural. In the name of development, the man gave way to the industrial revolution without prudent check and balance to manipulate the natural resources, no matter how harmful it proved for nature. The insane craze of man to industrialize the world revolutionized life and made it easier, but, at the same time, it ignored the importance of natural resources for the stability of the ecosystem. As a result, the balance of nature it had in the past vanished, and humankind exposed itself to the natural disasters previously unknown. It was because the humans valued not the blessings the earth brought in as a balanced nature. It happened even though with the settlement of man on the earth, our Lord also descended His message accordingly. His message came down with the help of the messengers and the prophets. The prophets delivered the message of God to humanity and taught them His ways by practicing them. The whole life of the prophet Mohamed (PBUH) has been an example of the ways of God for humanity. He taught the world not only the rights of God but also the rights of all other living things on human beings. And definitely, the earth's ecosystem is one of them. He set several pivotal rules that stabilize the ecosystem and thus protect the environment of nature. So, in the face of current environmental issues, we must study the life of the prophet Mohamed (PBUH) very deeply and with great concentration to help teach the world that the earth and its eco stability are as important as human life.

Keywords: *Lord created, green fields, soft and tender breeze, relationship with nature, revolutionized life, environment of nature, great concentration*

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کی تخلیق فرمائی تو یہ اپنی خوبصورتی اور رعنائی کی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی۔ زمین میں سمندر، دریا، چشمے اور آبشاریں، میدان، پہاڑ اور صحراء، لہلہاتے سرسبز و شاداب باغات، کھیتیاں اور جنگلات، اڑتے، چہچہاتے اور نغمے گاتے پرندے، دوڑتے، بھاگتے اور رینگتے جانور و حشرات، ٹھنڈی، لطیف، ہلکی اور نرم و گداز ہوا، اس کے (زمین کے) حسن و جمال اور دلکش نظارے کائنات کی زینت و زیبائش کو مزین کر دیتے ہیں، انہیں فطری عناصر کی ترکیب سے ایک قدرتی خوشگوار ماحول تخلیق پاتا ہے۔ یہ سب حضرت انسان کی خاطر عمل میں لایا گیا۔ پھر انسان نے بھی ان قدرتی نعمتوں سے اعتدال کے دائرے میں رہتے ہوئے خوب فائدہ اٹھایا جس سے اس کی زندگی میں آرام و سکون میسر رہا۔ پھر ایک وقت یہ آیا کہ انسان نے یا تو ان نعمتوں کے استعمال میں بہت بے اعتنائی برتنا شروع کر دی یا پہلو تہی اختیار کرنا شروع کر دی، یعنی ایک قدرتی و فطری ماحول سے مصنوعی اور خود ساختہ ماحول کی طرف سفر شروع ہو گیا۔ آرام و سکون اور حصول عیش و عشرت کے مطمع نظر نے اسے بہت ترقی دی، لیکن اس ترقی میں اس نے قدرتی وسائل و ذرائع اور نعمتوں کی قدر و قیمت کو نظر انداز کر دیا، جس سے انسان کا اوج کمال کو چھوتا ماحول ابتری کی طرف جانا شروع ہو گیا، نتیجتاً انسان ترقی تو کر گیا مگر بہت سے مسائل اور مصیبتیں اس پر آن پڑی۔ جس کی بنیادی وجہ قدرتی نعمتوں سے پہلو تہی اور ترقی کی خاطر ان نعمتوں کی ناقدری ہے حالانکہ اس کائنات کے خالق نے مکمل تعلیمات اور ہدایات انسان کو بذریعہ انبیاء و رسل پہنچا دی ہیں۔ اور پھر تمام انبیاء و رسل نے ان تعلیمات پر عمل کر کے سکھلایا بھی ہے۔

خصوصاً پیغمبر آخر زمان حضرت محمد ﷺ نے دنیا میں آنے والے تمام انسانوں کے لیے اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا ہے، جس پر عمل کر کے ہر انسان اپنا دین اور دنیا دونوں سنوار سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پوری زندگی کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ جہاں آپ ﷺ نے انسانوں کو دین سکھایا ہے وہاں انہیں دنیاوی زندگی کے اصول بھی بتائے ہیں، ان میں معاشرے کے ماحول کے لیے انتہائی جامع و مفید ضوابط موجود ہیں جن پر عمل کر کے انسان اپنے تمام مسائل سے چھٹکارہ پا سکتا ہے اور زندگی میں راحت اور سکون حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا معاصر زمانہ میں درپیش ماحولیاتی مسائل کے حل کے لیے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ ناگزیر ہے تاکہ قدرتی ماحول کا تحفظ یقینی بن سکے جس میں انسانی زندگی کا بقاء اور حسن مضمر ہے۔ بحث ھذا میں اسی موضوع پر مبنی بر تحقیق تفصیل قلمبند کی جا رہی ہے۔

قرآن کریم اور کائنات کے ماحولیاتی عناصر کی ترکیب

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اس بے نظیر اور شاہکار کائنات کی تخلیق فرمائی تو انسان کو غور و خوض کی دعوت دی، فرمایا۔

{الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ (3) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ (4) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (5)} [1]

(وہ غالب ذات) جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (اے دیکھنے والے)، تم خدائے رحمن کی تخلیق میں کوئی بے ربطی نہ پاؤ گے۔ دوبارہ نظر ڈال کر دیکھ لے کیا کوئی شگاف (خلل، انقطاع) نظر میں آتا ہے؟ پھر بار بار نگاہ دوڑاو، تمہاری نگاہ تھک کر ناکام و نامراد تمہارے پاس واپس لوٹ آئے گی۔" اور بے شک ہم نے سب سے قریبی آسمانی کائنات کو (ستاروں، سیاروں، دیگر خلائی کرّوں اور ذرّوں کی شکل میں) چراغوں سے مزیّن فرمادیا ہے اور ہم نے ان (ہی میں سے بعض) کو شیطانوں (یعنی سرکش قوتوں) کو مار بھگانے (یعنی ان کے منفی اَثرات ختم کرنے) کا ذریعہ (بھی) بنایا ہے اور ہم نے ان (شیطانوں) کیلیے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے"

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں زمین کو لہلہاتی فصلوں اور کھیتیوں، سر سبز و شاداب جنگلات، عقل و خرد اور دل و نگاہ کو موہ لینی والی آبشاروں، دریاؤں اور سمندروں، اونچے اونچے پہاڑوں اور لمبے لمبے قد آور درختوں، خوشبو دار پھولوں اور پھلوں، خوشوں والی کھجوروں اور بھوسے والے اناج سے الغرض اس کائنات اور زمین کو انتہائی دلکش فطری و قدرتی ماحول سے مزین کیا گیا ہے۔ یہ سب حضرت انسان کی خاطر عمل میں لایا گیا۔ پھر انسان نے بھی ان قدرتی نعمتوں سے اعتدال کے دائرے میں رہتے ہوئے خوب فائدہ اٹھایا جس سے اس کی زندگی میں آرام و سکون میسر رہا۔ پھر ایک وقت یہ آیا کہ انسان نے یا تو ان نعمتوں کے استعمال میں بہت بے اعتنائی برتنا شروع کر دی یا پہلو تہی اختیار کرنا شروع کر دی، یعنی ایک قدرتی و فطری ماحول سے مصنوعی اور خود ساختہ ماحول کی طرف سفر شروع ہو گیا۔ آرام و سکون اور حصول عیش و عشرت کے مطمع نظر نے اسے بہت ترقی دی، لیکن اس ترقی میں اس نے قدرتی وسائل و ذرائع اور نعمتوں کی قدر و قیمت کو نظر انداز کر دیا، جس سے انسان کا اوج کمال کو چھوتا ماحول ابتری کی طرف جانا شروع ہو گیا، نتیجتاً انسان ترقی تو کر گیا مگر بہت سے مسائل اور مصیبتیں اس پر آن پڑی۔

آئندہ صفحات میں انسان کو درپیش ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں پیش کیا جارہا ہے۔

ماحولیات اور اس کو درپیش مسائل کا مطالعہ: (Study of the Environmental Issues)

ماحولیات (Ecology)، معنی و مفہوم: "ماحول" ایسا لفظ ہے جس کا استعمال اس قدر وسیع ہے کہ ہر میدان میں اس کا مفہوم دوسرے سے ہٹ کر ہے، جیسا کہ زرعی ماحول، صنعتی ماحول، اجتماعی ماحول، ثقافتی ماحول اور سیاسی ماحول وغیرہ۔ لیکن اس کے لفظی معانی عمومی طور پر "ارد گرد" اور "گرد و پیش" بیان کیے جاتے ہیں۔ بعض لغویین نے اس کی جامع تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ہے؛ **صاحبِ کشاف تنقیدی اصطلاحات رقمطراز ہیں:** "انسان جن جغرافیائی عوامل اور اخلاقی و معاشرتی آداب، اطوار عقائد و ضوابط اور روابط میں گھرا ہوا ہے، انہی من حیث المجموع ماحول کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔[2] عربی زبان میں ماحول کے لیے لفظ "بيئة" استعمال ہوتا ہے۔ جو (باء، واو، ہمزہ) سے مشتق ہے۔ عربی میں ماحول کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: "**هي كل ما يحيط بنا من الهواء والتربة النباتات والحيوانات والمياه**"[3] ہر وہ چیز جو ہمیں ارد گرد سے احاطہ میں لیے ہوئے، خواہ وہ ہوا ہو، مٹی ہو، نباتات ہوں، حیوانات ہوں یا پانی ہو" "**البيئة تشمل كل ما يحيط بالإنسان من ماء وهواء وأرض فهو يؤثر فيها ويتأثر بها**"[4] ہر وہ چیز جو انسان کو ارد گرد سے گھیرے ہوئے ہو، مثلاً پانی، ہوا اور زمین

جو انسان پر اثر پذیر بھی ہوں اور خود انسان سے متاثر بھی ہوں" انگریزی زبان میں "ماحول" کے لیے "Environment" کا لفظ مستعمل ہے، اور ماحولیات کے علم کو "Ecology" کہا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق ماحول کی تعریف:

Environment, "the complex of physical, chemical, and biotic factors that act upon an organism or an ecological community and ultimately determine its form and survival"[5]

"مادی، کیمیائی اور حیاتیاتی عوامل کا مرکب جو کسی حیاتیاتی نظام کی تنظیم سازی کا کام کرتا ہے۔ یا ماحولیاتی گروہ پر عمل کرتا ہے اور بالآخر اس کی تشکیل اور بقاء کا تعین کرتا ہے"۔

بارنگ ماہرِ حیاتیات کے مطابق ماحول کی تعریف:

"A person's environment consists of the sum total of the stimulation which he receives from his conception until his death"

"انسانی ماحول ان محرکات کا مجموعہ ہے جو اسے اپنی پیدائش کے لمحے سے لے کر موت تک ملتا ہے"

ڈاگلس اور ہالانڈ کے مطابق ماحول کی تعریف:

"The term environment is used to describe, in the aggregate, all the external forces, influences and conditions, which affect the life, nature, behaviour and the growth, development and maturity of living organisms"[6]

"ماحولیات تمام بیرونی قوتوں، اثرات اور حالات کی مجموعی تفصیل ہے جو زندگی، فطرت، رویے، نشو ونما ، نشو ونما، اور جانداروں کی پختگی کو متاثر کرتی ہیں"۔

مذکورہ بالا تعریفات سے ماحول کے عناصر کا تعین بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ماحول کے عناصر ترکیبی بیان کیے جا رہے ہیں۔

ماحولیاتی اجزاء و عناصر:(Environment Components)

عمومی طور پر ماحولیات کے مندرجہ ذیل چار اجزاء ترکیبی بیان کیے جاتے ہیں؛

زمین کا ٹھوس بیرونی حصہ:(Lithosphere)

یہ بیرونی خول ہے جو پہاڑوں، چٹانوں اور مٹی کی دنیا کو گھیرتا ہے، اور جانداروں کو مٹی، معدنیات اور دیگر عناصر مہیا کرتا ہے۔

کرہ آب: (Hydrosphere)

یہ زمین کا وہ حصہ ہے جس میں پانی ہے، اور اس میں جھیلیں، دریا، سمندر، زمینی پانی، بارش اور برف وغیرہ شامل ہیں۔

کرہ ہوا و فضا: (Atmosphere)

ہوا کا کُرہ جس میں ہماری زمین گھری ہوئی ہے۔ یہ ہوا اور گیسوں کی ایک پرت ہے جو زمین کی سطح سے اس کے اوپر کئی کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے۔

حیاتیات: (Biosphere)

اس سے مراد تمام جاندار چیزیں ہیں جو زمینی سطح پر پائی جاتی ہیں، خواہ وہ زمین پر چلتی ہوں، پانی میں تیرتی ہوں یا فضا میں اڑتی ہوں۔

ماحولیات کو درپیش مسائل اور اسباب:

1- زمینی آلودگی:(Soil Pollution)

پودوں اور جانوروں کی براہ راست اور انسانوں کی بالواسطہ زندگی کی نشو و نماز میں زمینی مٹی کا بڑا اہم کردار ہے۔ زرعی پیداوار کے حصول اور جانوروں کی زندگی کے تحفظ میں اصل کردار زمین ہی کا ہے۔ زمینی مٹی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں پودوں کی جڑیں مضبوط اور مستحکم ہو کر پروان چڑھتی ہیں جو چند ہی وقتوں بعد سرسبز کھیتوں اور باغات کی شکل اختیار کر جاتی ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں زمینی آلودگی میں بہت خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

زمینی آلودگی کے اسباب:

(ا) زہریلی گیسوں کا سپرے (ب) کیڑے مار ادویات (ج) کیمیائی کھادیں (د) تابکاری اور کیمیکل مواد کا پھیلاؤ
(ہ) فاضل مواد خواہ وہ صنعتوں کا ہو یا گھریلو (و) تیزابی بارشیں (ز) ناقص سیورج کا نظام [7]

مذکورہ تمام آلودگی کے اسباب زمین میں سرایت کر جاتے ہیں اور پھر زمین کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ خصوصا زرعی پیداوار جسے انسان یا تو براہ راست کھاتا ہے یا اس کے پالتو جانور جو انسان کو دودھ اور گوشت کی شکل میں غذا دیتے ہیں، کے ذریعہ کھاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں انسان ہی صحت کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے۔

2- آبی آلودگی(Water Pollution)

پانی کے اوصاف ثلاثہ (Physical, Chemical, Biological) کے معیار اور ساخت کی خصوصیات میں تغیر کا نام آبی آلودگی ہے۔ یعنی پانی کی آلودگی، پانی میں خارجی عناصر کی موجودگی ہے، جو اس کی قدرتی خصوصیات کو تبدیل کرتی ہے جیسا کہ بو میں تبدیلی، رنگ میں تبدیلی اور کیمیائی تبدیلی۔ صاف پانی جتنا انسانوں کی بقاء کے لیے ضروری ہے اتنا ہی دیگر جانداروں اور پودوں کی بقاء کے لیے بھی ضروری ہے۔ بالفاظ دیگر جیسے پانی زندگی کے بقاء کا ضامن ہے ویسے ہی اس کی آلودگی زندگی کے خاتمے کا سبب بن سکتی ہے۔ پانی کی آلودگی یا تو براہ راست یا بالواسطہ جانداروں پر منفی اثر ڈالتی ہے، یا پانی کو مطلوبہ استعمال کے لیے غیر موزوں بنا دیتی ہے۔

آبی آلودگی کی بنیادی صورتیں اور اسباب:

1- قدرتی آلودگی، اس میں پانی کے درجہ حرارت میں تبدیلی اور اس کی نمکیات میں اضافہ جیسی تبدیلیاں شامل ہیں۔
2- کیمیائی آلودگی، اس میں سیوریج کی آلودگی، تیل کا اخراج، اور زرعی کیڑے مار ادویات اور زرعی کھادیں وغیرہ شامل ہیں۔
3- صنعتی اور گھریلو فضلہ: فیکٹریاں پیداوار کے عمل کے دوران بہت سے فاضل مادے پیدا کرتی ہیں۔ ان کے فضلہ میں بہت سے زہریلے مواد پائے جاتے ہیں، مثلا سیسہ، زنک، پارا اور نائٹریٹ وغیرہ۔ زیادہ تر ممالک ان مواد کو چھوٹے بڑے

سمندروں میں ڈال کر ضائع کر دیتے ہیں یا کھلے میدانی علاقوں میں ضائع کر آتے ہیں۔ان کا یہ عمل زمینی اور آبی دونوں آلودگیوں کا باعث بنتا ہے۔

3- فضائی وہوائی آلودگی:(Air Pollution)

خوشگوار فضا اور ہوا خدا تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔صاف اور خالص ہوا انسان کو تر و تازہ اور صحت مند رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن اس ترقی یافتہ اور صنعتی دور میں انسان کو نہ صاف ہوا میسر ہے اور نہ ہی کھلی فضا۔اس جدید ترین دور میں انسان آلودہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے جس کی وجہ سے یہ ذہنی کوفت میں مبتلا ہو رہا ہے۔بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ فضائی آلودگی ہے جو ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینے میں بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

فضائی آلودگی کے اسباب:

جیواشیم ایندھن: (Fossil Fuels)،اس سے مراد زمین میں دبا ہوا ایندھن ہے، مثلاً تیل، کوئلہ اور دیگر آتش گیر مادے ۔ان کا استعمال توانائی کے مراکز (Power Plants)، فیکٹریوں، بھٹیوں اور فضلہ جلانے والے کارخانوں میں ہوتا ہے۔ **گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج:** گرین ہاؤس گیسوں کا سب سے زیادہ اخراج صنعتی اداروں سے ہو رہا ہے۔اسی طرح بجلی گھروں سے توانائی کی پیداوار کے عمل سے بھی گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج مسلسل جاری ہے۔اسی طرح پٹرول اور ڈیزل پر چلنی والی چھوٹی بڑی گاڑیاں بھی غیر معمولی گیسز کا اخراج کرتے ہوئے ماحول میں فضائی آلودگی کا سبب بن رہی ہیں۔ان کے علاوہ بھی کئی ایک اہم اسباب موجود ہیں جو فضائی آلودگی کو جنم دے رہے ہیں، چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) آتش فشاں راکھ کا اخراج (ب) جنگلات میں آتشزدگی (ج) گرد و غبار کے طوفان (د) درختوں کی کٹائی

4- گلوبل وارمنگ:(Global Warming)

گلوبل وارمنگ ماحول میں گرین ہاؤس گیسوں کے تناسب میں اضافے کا باعث بنتی ہے، جس کی وجہ سے جہاں آب و ہوا اور درجہ حرارت میں تغیر پیدا ہوتا ہے وہاں سمندر کی گرمائش اور اس کی سطح میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے، اسی طرح بڑے بڑے گلیشیئرز کے پگھلنے کا عمل بھی شروع ہو جاتا ہے اور انتہائی زیادہ طوفانی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔اس کا سب سے بڑا سبب انسان خود ہے۔

5- آبادی میں اضافہ اور وسائل کی کمی: (Population)

آبادی میں اضافہ قدرتی وسائل کی کمی کا باعث بنتا ہے، جیسے: خوراک، پانی اور توانائی، لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے چاروناچار زرعی اجناس میں کیمیائی کھادوں اور کیڑے مار ادویات کا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے مضر نتائج واضح طور پر ہمیں بھگتنے پڑ رہے ہیں۔

6- فضلے کی مقدار میں اضافہ:(Waste)

اس وقت زندگی کے ہر شعبے میں باقیات اور فاضل مادے کی بھرمار ہو چکی ہے۔ماحول کے اعتبار سے سنگین ترین فضلہ ایٹمی فضلہ ،الیکٹرانک فضلہ، اور پلاسٹک فضلہ سرفہرست ہیں۔ جنہیں محفوظ طریقوں سے ٹھکانے لگائے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

7- جانوروں کی کمی:(Animal Famine)

انسانی سر گرمیاں کئی اقسام کے جانداروں اور ان کی قدرتی رہائش گاہوں کی تباہی کا باعث بنتی جا رہی ہیں۔ محققین کے مطابق مستقبل میں جانوروں کے ناپید ہونے کی شرح میں نمایاں تیزی آئے گی، جو ماحولیاتی نظام میں عدم توازن کا باعث بنے گی، جس کی وجہ سے انسانوں میں صحت کے بہت سے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ ویسے بھی جانور جہاں ہماری خوراک کے ذرائع میں سے ہیں وہاں یہ ہمارے ماحول کی حفاظت کے بھی ضامن ہیں۔

8- جنگلات کا بے دریغ کٹاؤ:(Deforestation)

جنگلات زمین کی آب وہوا کو منظم کرنے میں مدد کرتا ہے اور یہ بہت سے مختلف پودوں اور جانوروں کا گھر ہیں۔ تحقیقی مطالعات سے معلوم ہوا ہے کہ جانداروں کی تقریبا90 فیصد اقسام جنگلات میں پائی جاتی ہیں۔ جنگلات کی کٹائی ان کے وجود کو متاثر کر سکتی ہے۔ دنیا شہر کاری کی خاطر پودوں کے وسائل کا ضرورت سے زیادہ استحصال کرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح خوراک اور رہائش کی بڑھتی ہوئی طلب بھی درختوں کی کٹائی کا باعث بنتی جا رہی ہے، اور اس سے ماحول میں آکسیجن کی سطح بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔

9- اوزون تہہ کی کمی:(Ozone Depletion)

کلوروفلوروکاربن کا زیادہ استعمال اوزون گیس کی کمی کا سبب بنتا ہے۔ یہ ایک مستقل تہہ کے طور پر کام کرتی ہے جو نقصان دہ الٹرا وایلیٹ شعاعوں کو زمین کی سطح تک پہنچنے سے روکتی ہے۔ کئی ممالک اس وقت صنعت میں اس طرح کے مرکبات کے استعمال پر پابندی عائد کر رہے ہیں۔

ماحولیاتی مسائل کا حل، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

سیرت النبی ﷺ اور قدرتی وسائل کا تحفظ

قولی اور فعلی سنت دونوں میں ماحول کے تحفظ کو اجتماعی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ کسی کے لائق نہیں ہے کہ وہ قدرتی وسائل کو متاثر کرے یا دوسروں کے حقوق کے استحصال کا سبب بنے۔ بلکہ سنت نبویہ ہمیں پودے لگانے، کاشتکاری کرنے، پانی کے وسائل کا خیال رکھنے، جانوروں کی زندگی اور ان کے حقوق کا خیال رکھنے، عمومی اور خصوصی صفائی ستھرائی کی نگہداشت کرنے اور حفظان صحت کے اصولوں اور تدابیر پر عمل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ان تمام اصولوں اور ہدایات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ چیزیں شریعت کے مقاصد کلیہ کا حصہ ہیں۔

آبی ذخائر کا تحفظ، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

پانی کی اہمیت وضرورت:

قرآن کریم نے ہر جاندار چیز کی اصل "پانی" کو قرار دیا ہے جیسا کہ سورت انبیاء میں ہے کہ "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" [8] یعنی ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے۔ اور پھر زمین کی تروتازگی کی حیات کا واحد ذریعہ بھی پانی کو قرار دیا ہے جیسا کہ سورت حج میں ہے؛"وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ"[9]۔ آپ دیکھتے ہیں کہ

زمین مرجھائی پڑی ہوتی ہے کہ اچانک ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو یہ لہلہا اٹھتی ہے، ابھرنے لگتی ہے اور ہر طرح کی خوشنما (نباتات کی) اقسام اگانے لگتی ہے۔ لہذا پانی اس دنیا کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے جیسا کہ سورت ملک میں ہے؛

"قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ"[10]

یعنی اگر یہ پانی اس قدر گہرا چلا جائے کہ تمہاری رسائی ممکن نہ ہو سکے تو کون ہے جو تمہارے پاس جاری پانی لائے گا۔

یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں پانی کی اہمیت وضرورت کو بہت سی جگہ پر بیان کیا گیا، اسی طرح احادیث نبویہ ﷺ میں بھی پانی کو محفوظ رکھنے اور اس کے استعمال میں احتیاط کو لازم پکڑے کا حکم دیا گیا ہے۔ ذیل میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں پانی کو آلودگی سے رکھنے اور اس کے تحفظ پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

سیرت نبوی ﷺ میں پانی کے استعمال میں احتیاط کا عملی نمونہ اور اسراف کی ممانعت

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں آبی ذخائر کو محفوظ بنانے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے وہاں اس کو آلودہ کرنے سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے پانی میں اسراف سے سختی سے منع فرمایا ہے حتی کہ وضوء کے مبارک عمل میں بھی پانی کے استعمال میں احتیاط کی تلقین کی ہے۔

پانی کے استعمال میں احتیاط کا عملی نمونہ

" كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالمد، ويغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد "[11] حضور اکرم ﷺ ایک مد پانی (تقریبا آدھا لیٹر) سے وضوء اور ایک صاع پانی (تقریبا ڈھائی لیٹر) کی مقدار سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ وضوء کے دوران پانی کے استعمال پر حضور اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی کو وضوء کا طریقہ سکھایا اور فرمایا؛

"جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ الْوُضُوءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «هَكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ"

" وضوء کے اعضاء کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھویا جا سکتا ہے، جو اس سے زیادہ کرتا ہے تو وہ برا کرتا ہے، زیادتی کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے"۔[12]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ سعد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وضوء کر رہے تھے (انہیں دیکھا) تو فرمایا "ماھذا السرف یا سعد؟"[13] "اے سعد یہ کیسا اسراف ہے؟، سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وضوء کرتے ہوئے بھی اسراف ہوتا ہے؟ فرمایا، ہاں بالکل، اگرچہ آپ جاری نہر کے کنارے بیٹھے ہوں تب بھی زیادتی اسراف ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا بھی فرمان ہے کہ "كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ"[14] اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو، اور زمین میں فساد کرتے ہوئے دنگا نہ مچاؤ۔

پانی کو آلودہ کرنے کی ممانعت:

حضور اکرم ﷺ نے پانی کو آلودگی سے بچانے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ؛ "لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب "[15]۔یعنی تم میں سے کوئی بھی ساکن پانی میں غسل جنابت نہ کرے۔

ساکن پانی میں پیشاب کی ممانعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ " نَهى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ "[16]۔یعنی حضور اکرم ﷺ نے ساکن پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

پانی کے گھاٹوں میں پاخانہ کی ممانعت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں فرمایا" اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبَرَازُ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ"[17]۔یعنی لعنت کا سبب بننے والی تین چیزوں سے بچو: پانی کے گھاٹوں، مصروف راستوں اور سایہ کی جگہ میں پاخانہ کرنے سے بچو۔

پانی میں سانس کی آلودگی سے ممانعت

حضرت عبد اللہ اپنے باپ ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں؛"إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ" [18]جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے۔ (تاکہ پانی آلودہ نہ ہو)۔

پانی کی حفاظت اور احتیاطی تدابیر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ "غَطُّوا الإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ"[19]۔برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزے کے منہ کو باندھ دیا کرو۔ کیونکہ سال میں ایک ایسی رات گزرتی ہے جس میں کھلے منہ برتنوں کے ذریعہ سے وبائیں پھیلتی ہیں۔

پانی کی آلودگی کے بغیر بھرپور صفائی

حضرت ابو سلمہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے؛"إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا: فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ" [20]جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھوں کو تین بار دھولے، کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کا ہاتھ کہاں کہاں واقع ہوتا رہا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث نبویہ ﷺ میں آبی ذخائر کو آلودہ کرنے سے سختی سے منع کیا گیا۔ ہر صورت پانی صاف رکھنے اور ضائع کرنے سے سخت ممانعت فرمائی۔ خصوصا پانی کو بول وبراز سے متاثر کرنے سے منع فرمایا کیونکہ اس سے وبائی امراض پھیلتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ ہاتھوں کو تین بار دھولے، کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کا ہاتھ کہاں کہاں واقع ہوتا رہا ہے۔ شریعت اسلامیہ کا اگر آپ خلاصہ جاننا چاہتے ہوں تو ایک جملے میں جان سکتے ہیں وہ "تزکیہ و طہارت" ہے۔ پوری شریعت کا مرکز اور محور انسان کا تزکیہ و طہارت ہے۔ اسلام نے بندے کے لیے جتنے بھی احکام متعارف کرائے ہیں ان میں ہر جگہ طہارت ہے، مثلا: عقائد ہیں تو توحید میں شرک سے پاکی، عبادات ہیں تو بتوں اور غیر اللہ کی پوجا سے پاکی، اخلاقیات ہیں تو سوچ اور فکر کی پاکی، جیسا کہ سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا، ایمانداری اختیار کرنا اور خیانت سے دور

رہنا، عدل و انصاف قائم کرنا اور ظلم و زیادتی سے بچنا، الغرض ہر جگہ تزکیہ اور طہارت نظر آتا ہے۔ طہارت کی اہمیت کے پیش نظر سیرت النبی ﷺ میں اس کو " الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ "[21] یعنی پوری شریعت کا آدھا حصہ طہارت پر مشتمل ہے۔ گویا صفائی وستھرائی مسلمان کی اولین ترجیح ہے۔

صفائی پسند، اللہ کے محبوب

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو صفائی کا بھرپور خیال رکھتے ہیں جیسا کہ سورت توبہ میں ہے: {فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ} [22] اس (مسجد) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صفائی کا خیال کرتے ہیں اور اللہ بہت زیادہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے قباوالوں سے ان کی طہارت کے بارے میں پوچھا؛

" يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، إِنَّ اللهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طُهُورُكُمْ؟ قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ، قَالَ: فَهُوَ ذَاكَ، فَعَلَيْكُمُوهُ" [23]

اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف کی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم نماز کے لیے وضوء کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پھر استنجاء کے لیے پانی کا استعمال بھی کرتے ہیں، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، بس یہی ہے وہ وجہ، لہذا اس پر ہمیشگی اختیار کرو۔

صفائی ستھرائی اور خوبصورتی اختیار کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور خوبصورتی اختیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک پراگندہ حالت شخص آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، کیا تیرے پاس کوئی مال و دولت ہے؟ اس نے کہا، جی ہاں ہے، تو حضور اکرم ﷺ فرمایا "إِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالاً فَلْيُرَ عَلَيْكَ "[24] یعنی جب اللہ نے تجھے مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کا اثر تیری شخصیت پر نظر بھی آنا چاہیے۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ " إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، وَيُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ "[25] بے شک اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی پسند کرتے ہیں کہ اس کی نعمتیں جو اس نے بندے کو دی ہوں وہ نظر بھی آئیں۔

آمدورفت کی جگہوں پر آلودگی کی مذمت

راستوں کی گندگی اور رکاوٹوں کا ہٹانا:

حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے؛ "الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ، أَوْ سَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ " [26] "ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں، سب سے کم درجہ کی شاخ (درجہ) یہ ہے کہ راستے سے تکلیف کو ہٹا دیا جائے"۔

مساجد اور اجتماع کی جگہ پر گندگی پھیلانے کی ممانعت

حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ پر گندگی پھیلانے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے طبیعت ناخوشگوار ہو جاتی

ہے۔ جیسا کہ کوئی مسجد میں تھوکے تو نمازیوں کو اس سے کوفت اور تکلیف محسوس ہوتی ہے، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: «الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا» [27] مسجد میں تھوکنا بڑی کوتاہی ہے، اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے زائل کر دیا جائے۔ اسی طرح مسجد کی صفائی کے بارے میں ایک حسن لغیرہ درجہ کی روایت میں آتا ہے: "عُرِضَت عَلَيَّ أُجورُ أُمَّتِي، حتَّى القَذاةُ يُخرِجُها الرَّجُلُ مِنَ المَسجِدِ"[28] میری امت کے مجھ پر اعمال کے اجر پیش کیے گئے، حتیٰ کہ ان میں وہ تنکا بھی پیش کیا گیا جو مسجد سے صفائی کی غرض سے نکالا گیا تھا۔

منہ کی صفائی کا خصوصی خیال

سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صفائی میں سب سے زیادہ اہمیت بدنی صفائی کو حاصل ہے اور بدنی صفائی میں سب سے زیادہ صفائی کا حکم منہ کی صفائی کا ہے۔ منہ کی صفائی کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے انتہائی تاکید فرمائی ہے، بلکہ مسواک جو منہ کی صفائی کا سب سے موثر ذریعہ ہے، کے استعمال کی اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اس کا حکم وجوب کے قریب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے " لَوْلاَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ "[29] اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور ہر نماز کے ساتھ ان کے لیے مسواک کا استعمال لازمی قرار دے دیتا۔ مسواک کی اس قدر اہمیت کی وجہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے جس میں ہے کہ:

«السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ ومَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ» [30] "مسواک منہ کی پاکی کا آلہ اور رب تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہے"

جسم اور لباس کی صفائی

قرآن کریم جو سیرت النبی ﷺ اور خلق النبی ﷺ کا عکاس ہے، حضور اکرم ﷺ کو صفائی ستھرائی اور پاکیزگی پر رہنمائی کرتا ہوا فرماتا ہے: {وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (4) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (5)} [31] "اپنے کپڑے پاک رکھو، اور گندگی سے دور رہو"

شجر کاری کی اہمیت و ضرورت، فرمودات نبویہ ﷺ کی روشنی میں:

مفاد عامہ کی ترغیب:

حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی تعلیمات کا مرکز انسان اور اس کے حقوق کا تحفظ ہے۔ آپ کے فرمودات میں انسان کی خیر خواہی اصل مقصود و مطلوب نظر آتی ہے، جس کی بہت سی مثالیں سیرت النبی ﷺ سے ملتی ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ بندہ کون ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا

> " أَحَبُّ النَّاسِ إِلى اللهِ , أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ, يَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً, أَوْ يَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا, أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا, وَلَأَنْ أَمْشِي مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ , أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ -مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ- شَهْرًا "[32]۔
>
> اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ اور محبوب انسان وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو، جو لوگوں کو مصیبتوں سے چھٹکارہ دلائے، ان کے قرض ادا کرے، ان کی بھوک کا بندوبست کرے۔ البتہ

مجھے مسجد نبوی میں اعتکاف کرنے کی بجائے اپنے کسی بھائی کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے نکلنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کا مقرب انسان ہونے کا شرف پانا چاہے تو وہ لوگوں کے عمومی مفاد کا کام شروع کر دے، ان کے فلاحی کاموں میں معاونت شروع کر دے۔ اس دور میں انسان کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی اور ہمدردی یہ ہے کہ اس کے ماحول کو تحفظ دیا جائے۔ لوگوں کو درپیش ماحولیاتی مسائل میں مدد فراہم کی جائے۔ صفائی و ستھرائی کے ذریعہ ماحول کی آلودگی سے چھٹکارا دلایا جائے۔ الغرض انسان ماحول کو بہتر بنانے کے لیے جو بھی کوشش کرتا ہے وہ لوگوں کے مفاد عامہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے وہ حضور اکرم ﷺ کی اس نوید کا مستحق بن سکتا ہے۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں زمینی اور فضائی آلودگی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شجر کاری بھی ہے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے خاتمے اور آکسیجن کی افزودگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس سلسلہ میں آپ پوری امت کو اس عمل پر ابھارا ہے اور اس پر اجر کی خوشخبری بھی سنائی ہے۔

درخت و باغات لگانے کی تعریف اور اجر

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ؛«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ فِي نَخْلٍ لَهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ؟ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ؟ فَقَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ، فَقَالَ: لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ، وَلَا دَابَّةٌ، وَلَا شَيْءٌ، إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً»[33] ایک بار حضور اکرم ﷺ ام مبشر انصاریہ کے کھجوروں کے باغ میں تشریف لائے، تو آپ نے پوچھا یہ باغ کس نے لگایا ہے؟ کیا کسی مسلمان نے لگایا ہے یا کسی کافر نے؟ عورت نے کہا، نہیں، مسلمان نے لگایا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی مسلمان کوئی پودا (درخت) لگاتا ہے، پھر انسان، چوپائے یا کوئی بھی مخلوق اس میں سے کھالے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

اس حدیث کے ہم معنی ایک رویت مسند احمد میں آتی ہے جو حضور اکرم ﷺ سے تو صحیح ثابت نہیں لیکن اس کے معنی کی تائید مذکورہ بالا صحیح حدیث سے ہو جاتی ہے؛

"مَنْ نَصَبَ شَجَرَةً فَصَبَرَ عَلَى حِفْظِهَا وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا حَتَّى تُثْمِرَ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُصَابُ مِنْ ثَمَرَتِهَا صَدَقَةٌ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ"[34]

جو شخص درخت لگائے اور پھر اس کی مسلسل نگہداشت کرے اور اس کی ذمہ داری اٹھائے یہاں تک کہ وہ پھل آور ہو جائے تو بے شک اس کے لیے ہر اس پھل کا اجر اللہ کے ہاں لکھا جائے گا جو کسی نے بھی استعمال کیا۔

شجر کاری میں تاخیر کی گنجائش نہیں

" إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَغْرِسْهَا "[35] اگر قیامت واقع ہونا شروع ہو جائے جبکہ آپ کے ہاتھ میں کوئی درخت کی شاخ ہو تو اس کو زمین میں لگانے سے تاخیر نہ کرے۔

بنجر زمینوں کو سر سبز کرنے کی حوصلہ افزائی

"مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً لَهُ بِهَا أَجْرٌ، وَمَا أَكَلَتْ مِنْهُ الْعَافِيَةُ فَلَهُ بِهِ أَجْرٌ"اور جو شخص مردہ (بنجر) زمین کو زندہ کرے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اور پھر اس میں سے کوئی پرند چگ گیا یا جانور چر گیا تو اس کے لیے صدقہ ہوگا۔

درخت کاٹنے کی مذمت:

سنن ابو داود کی ایک روایت ہے، جس کی سند کو امام البانی صحیح قرار دیا ہے۔«مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ»[36] جو شخص کسی بیری کے درخت کو کاٹتا ہے اللہ اسے جہنم میں سر کے بل ڈالے گا۔ حدیث بیان کرنے کے بعد امام ابو داود رح فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ کسی بے آب وگیا جگہ پر کوئی کسی بیری کے درخت کو بلا وجہ اور ظلم کرتے ہوئے کاٹ دے، جبکہ اس کے نیچے جانور اور مسافر لوگ سایہ حاصل کرتے ہوں، تو یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ آگ میں اوندھے منہ ڈالے گا۔[37]

کھیتی وزراعت کو نقصان پہنچانے کی مذمت

قرآن پاک میں کھیتی وزراعت کو نقصان پہنچانے کے عمل کو فساد فی الارض کے متر داف قرار دیا ہے:" وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ "[38] اور جب اٹھ کر جاتا ہے تو زمین میں اس کی دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اس میں فساد مچائے اور فصلیں اور نسلیں تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

سنگین حالات میں بھی درختوں کا تحفظ:

شریعت اسلامیہ جنگ کی حالات میں بھی درختوں کے کاٹنے کی اجازت نہیں دیتا، چہ جائیکہ عام حالات میں بلا نفع درخت کاٹے جائیں۔ اسی لیے غزوہ خیبر کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ بنو نضیر کے قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو دشمن پر کامیاب حملہ میں کھجوروں کے بعض درخت آڑے آرہے تھے۔ فتح حاصل کرنے کے لیے ان حائل چند درختوں کو کاٹنا پڑا تو آپ ﷺ پر یہود نے اعتراض کیا کہ

"يا محمد زعمتَ أنك تريد الصلاح، أفمن الصلاح عقر الشجر، وقطع النخل؟"[39]

اے محمد تیرا خیال تو یہ ہے کہ تو اصلاح کا خواہاں ہے، کیا درختوں اور کھجوروں کا کاٹنا اصلاح ہے؟۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ دنیا کے سب سے بڑے مصلح ہیں، لیکن ان درختوں کا کاٹنا حضور اکرم ﷺ کا ذاتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ یہ خالق کائنات کا فیصلہ تھا" {مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ} [40]"۔ یعنی تم نے جو بھی کھجور کے درخت کاٹے یا جن کے کاٹنے سے باز آئے ہو تو یہ اللہ کا ہی فیصلہ تھا تاکہ فاسقوں کو سزا دے۔ حضور اکرم ﷺ نے مکہ کی حرمت بیان کرتے ہوئے وہاں کی جن چیزوں کا شمار کیا ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہاں کے درخت تو دور کی بات درخت کے کانٹوں کو بھی نہ کاٹا جائے اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے۔" لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ "[41] اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، اس کے شکار کو نہیں

بھگایا جائے گا، اس کے خاردار کو بھی نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کوئی نہ اٹھائے ہاں مگر جو اس کے اعلان کرنے پر مامور ہو"

جانوروں کا تحفظ، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

بے سود جانوروں کے ضیاع کی ممانعت

دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں دنیا کی کوئی بھی چیز عبث پیدا نہیں کی گئی۔ کائنات میں ہر چیز کی تخلیق کا پس منظر اور حکمت پیش نظر تھی۔ ان تخلیق کی حکمتوں کی اطلاع بعض دفعہ بذریعہ وحی معلوم ہو جاتی ہیں، بعض دفعہ انسان کی عقل و فکر رہنمائی کر دیتی ہے اور بعض دفعہ کسی چیز کی حکمت انسانی عقل کے محدود ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو پاتی جبکہ حکمت موجود ہوتی ہے۔ لہذا کائنات کی کسی بھی چیز کو بلا وجہ اور بے سود نقصان پہنچانا یا ضائع کرنا شرعاً ممنوع ہے، خواہ وہ مخلوق جاندار ہو یا غیر جاندار۔ اور پھر سیرت النبی ﷺ میں رحمت و شفقت کے سلسلہ میں جو اعتناء اور اہتمام اپنایا گیا ہے، محال ہے کہ اس کی مثال کہیں دوسری جگہ مل سکے۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات تو وہ ہے جس کی طرف غیر عاقل جاندار بھی اپنی شکایات کے ازالہ کے لیے رخ کرتے تھے، خواہ وہ اونٹ کی اپنے مالک کے خلاف شکایت ہو یا پرندے کی پریشانی جو اس کے انڈے کے گم ہو جانے کی وجہ سے ہو۔ خواہ وہ درخت ہو جو فراق نبی میں بچے کی طرح بلبلائے۔ الغرض حضور اکرم ﷺ کی رحمت اور شفقت جہاں انسانوں کے لیے بے پناہ ہے وہاں حجر و شجر بھی خوش نصیب ہیں۔ تو کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ رسول رحمت کسی چیز کو بلا وجہ اور بے مقصد تلف کرنے کی اجازت دیں؟ حالانکہ آپ کی سیرت تو جانور کو ذبح کرنے کے لیے بھی تیز دھار آلے کا حکم دیتی ہے تاکہ جانور کو تکلیف نہ پہنچے۔ حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق کو بلا سود نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے؛أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَرْمُونَ حَمَامَةً، فَقَالَ: «لَا تَتَّخِذُوا الرُّوحَ غَرَضًا» [42]حضور اکرم ﷺ انصار کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو کبوتر کو نشانہ بنا رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا" کسی بھی ذی روح کو بطور نشانہ مت بناؤ"

اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

> " مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَل عُصْفُورا فَمَا فَوْقَها بِغَيْرِ حَقِّها إِلاَّ سأَلهُ الله عز وجل عنها، قيل: يا رَسُولَ اللهِ، ومَا حَقُّها؟ قالَ: يَذْبَحُها فياكُلُها"[43]
>
> جو بھی انسان کسی چڑیا یا اس سے بھی کم درجہ کی مخلوق کو بغیر حق کے قتل کر دیتا ہے، تو وہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہو گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ "حق" سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، اس کو ذبح کرنا اور کھالینا۔

اسی معنی کی ایک روایت میں آتا ہے کہ اگر کتے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں انہیں قتل کر دینے کا حکم دے دیتا، بس ان میں سیاہ کتے کو قتل کر دو۔

لہذا صرف نقصان دہ جانوروں کے قتل کے سوا کسی جانور کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی مخلوقات پیدا کی ہیں ان میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے جس کا بعض دفعہ ادراک ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نہیں ہو پاتا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کی تائید ملتی ہے؛"إنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبيًّا مِنَ الأنْبيَاءِ، فَأَمَرَ بقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الأمَمِ تُسَبِّحُ "-[44] ایک چیونٹی نے انبیاء میں سے کسی نبی کو کاٹ لیا، تو انہوں نے چیونٹی کی بستی جلا دینے کا حکم دیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ کو تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا آپ نے امتوں میں سے ایک پوری امت کو ہلاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

لہذا جتنی بھی مخلوقات ہیں ان کا تحفظ لازمی ہے، ان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی کئی ایک حکمتیں مضمر ہیں۔ ویسے بھی تمام مخلوقات ہمارے ماحول کا حصہ ہیں، ان کا بقاء ہمارے بقاء کا ضامن ہے۔ سیرت النبی ﷺ سے حاصل ہونے والے یہ وہ فرمودات ہیں جو جانداروں ہی نہیں بلکہ ہمارے پورے ماحول کو محفوظ اور مستحکم بنانے کے ضامن ہیں۔

تجاویز وسفارشات

1- ماحول کی اہمیت وضرورت کو جاننا اور اس کی قدر و قیمت کا احساس پیدا کیا جائے۔

2- مصنوعی اور خود ساختہ اسباب وذرائع کے استعمال کی بجائے قدرتی وفطری اسباب وذرائع اختیار کیے جائیں۔

3- قدرتی ماحول اور نعمتوں کی حفاظت اور استعمال میں اعتدال اختیار کرنا کیا جائے۔

4- ماحول کو پراگندہ کرنے والے عوامل (فیکٹریاں، ٹرانسپورٹ، سیورج وغیرہ) کے لیے خصوصی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

5- معاشرے کو ماحول اور اس کے مسائل سے آگاہ کرنا، انہیں ماحول اور اس کی دیکھ بھال کے بارے میں حقیقی اسلامی تعلیمات، خصوصاً سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے اور رہنمائی حاصل کی جائے۔

6- ماحول کی مثبت پرورش کے لیے مؤثر اقدامات کرنا اور معاشرے کے مثبت کردار اور ذمہ داریوں کا تعین کیا جائے۔

7- ماحول کی خرابی کے اسباب پیدا کرنے والوں کے لیے مؤثر قوانین اور ضوابط وضع کیے جائیں۔

8- فلاحی کام سرانجام دینے والوں اور ماحولیاتی سائنسدانوں کے مابین تعمیری تعاون کو یقینی بنایا جائے تاکہ ترقی کے ساتھ ساتھ فطرتی ماحول کا تحفظ یقینی بن سکے۔

9- ماحول کی دیکھ بھال میں دلچسپی رکھنے والے بین الاقوامی اور علاقائی اداروں کے ساتھ موثر تعاون کے ذرائع وروابط مضبوط بنائے جائیں۔

10- ہر قسم کی آلودگی کا مقابلہ کرکے سائنسی تحقیقات کی عملی حوصلہ افزائی کی جائے۔

خلاصہ بحث

بحث ھذا کی تکمیل سے نتیجتاً یہ کہنا بعید از حقیقت نہیں ہے کہ موجودہ ماحولیاتی مسائل کا سب سے بہترین حل اور قدرتی حل صرف اور صرف سیرت النبی ﷺ اور شریعت اسلامیہ میں ہی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ خواہ ان کا تعلق زمینی آلودگی سے ہو یا فضائی آلودگی سے حتی کہ آب وہوا کی آلودگی کے سدباب کے لیے بھی سیرت نبویہ ﷺ کے سنہرے اصول اپنا سکتے ہیں۔

اگرچہ عصر حاضر میں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ ان مسائل کے لیے حل تلاش کیے جاچکے ہیں اور مزید تلاش کیے جارہے ہیں مگر ان میں سے اکثر کا تعلق غیر طبعی ذرائع سے ہے مثلاً آبی آلودگی کے لیے کیمیکلز کا استعمال، فضائی آلودگی کے لیے مختلف قسم کے سپرے کا استعمال، زمینی آلودگی کے لیے بھی کیمیکلز کا استعمال۔ ان غیر قدرتی وغیر طبعی ذرائع کے استعمال سے معاشرے کو مزید ماحولیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑھ رہاہے۔ جبکہ اس تحقیقی بحث میں ماحولیاتی مسائل کے حل کے لیے جو ذرائع اور طرق سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں پیش کیے گئے ہیں سب طبعی اور قدرتی ہیں، جن کے ذریعہ سے معاشرہ ان مسائل سے کلیتًا چھٹکارہ حاصل سکتاہے۔ لہٰذا عصر حاصر میں ان قدرتی ذرائع اور طرق کو عملاً نافذ کیاجائے تاکہ معاشرے کے تمام افراد صحت افزاء ماحول سے مستفید ہوسکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] : الملک67:3-5

Al-Mulk: 3-5

[2]:صدیقی، ابوالاعجاز حفیظ، **کشاف تنقیدی اصطلاحات**، (ادارہ فروغ قومی زبان)، 2018ء، ص:218

Siddique, Abu al-Ijaz Hafeez, *Kashaf Tanqeedi Istelahat,* (Idarah farogh Qaomi Zuban), 2018, P 218

[3]: https://hyatok.com

[4] : ابو العلاء، عبدالقادر، **البيئة والمحافظة عليها**، مصر، ص: 5

Abu al-Ala, Abdul Qadir, *al-Biatu wal-Muhafazatu Alaiha*, Miser, P 5

[5] : https://www.britannica.com/science/environment

[6] : Dr, Y.K. Singh, *Environmental Science*, New Age International Publishers, Page No: 2

[7]:اس سے مراد فضامیں موجود تیزابیت جو صنعتی آلودگی کے سبب پیداہواور بارشوں کے ذریعہ زمین میں سرایت کرجائے۔

[8]:الأنبياء21:30

Al-Anbiya : 30

[9]:الحج22:5

Al-Hajj : 5

[10]:الملک67:30

Al-Mulk:30

[11]:مسلم، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (دار إحياء التراث العربي، بیروت) الرقم:325

Muslim, Muslim bin Hajjaj, *Sahih Muslim*, Dar Ihyau Turas al-Arbi, Bairot, Hadith No 325

[12] :نسائی، أحمد بن شعیب، **سنن النسائي**، (مكتب المطبوعات الإسلامية)، حلب، الرقم:140

Nisai, Ahmad bin Shoab, *Sunan Nisai*, Maktab al-Matbuaat al-Islamia, Halab, Hadith No: 140

[13]:قزوینی، أحمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، (دار إحياء الكتب العربية)، الرقم:425

Qazaweni, Ahmad bin Yazeed, *Sunan Ibne Maja*, Dar Ihya al-Kutub al-Arbia, Hadith No: 425

[14]:البقرة2:60

Al-Baqarah : 60

[15]:نسائی، **سنن النسائی**، الرقم:220

Nisai, *Sunan Nisai*, Hadith No: 220

[16] : ابن حنبل، أحمد بن محمد، مسند أحمد،(مؤسسة الرسالة، بيروت)، الرقم: **7868**

Ibn-Hanbal, Ahmad bin Hanbal, *Musnad Ahmad*, Moassiatul- Risalah, Bairot, Hadith No: 7868

[17] : البيهقي، أحمد بن حسين، السنن الكبرى،(دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)، الرقم : **469**

Al-Baihaqi, Ahmad bin Husain, *al-Sunanul Kubra*, Darul Kutub al-ilmiya, Bairot, Labnon, Hadith No: 469

[18] : البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري،(دار طوق النجاة)، الرقم : **153**

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Sahih al-Bukhari*, dar Taoq al-Najah, Hadith No 153

[19] : القزويني، سنن ابن ماجه، الرقم: **3410**

Qazaweni, Ahmad bin Yazeed, *Sunan ibn Majah*, Hadith No: 3410

[20] : ابن خزيمة، محمد بن إسحاق، صحيح ابن خزيمة، (المكتب الإسلامى ، بيروت)، الرقم: **99**

Ibn-e-Khuzaima, Muhammad bin Is'haq, *Sahih ibn-e-khuzaima*, almaktab al-islami, bairot, H, # 99

[21] : البيهقي، أحمد بن حسين، شعب الإيمان،(مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض)، الرقم:**12**

Al-Baihaqi, Ahmad bin Husain, *Shuabul Iman*, Maktabatul Rushad, Riyaz, Hadith No 12

[22] : التوبة**9: 108**

Al-Tauba: 108

[23] : القزويني، سنن ابن ماجة، الرقم: **355**

Qazaweni, Ahmad bin Yazeed, *Sunan Ibne Majah*, Hadith No: 355

[24] : ابن حبان، محمد، صحيح ابن حبان، (مؤسسة الرسالة، بيروت)، الرقم: **5416**

Ibn-e-Hibban, Muhammad, *sahih Ibne Hibban*, Moassasa Risalah, Bairot, H # 5416

[25] : البيهقي، شعب الإيمان، الرقم: **5782**

Al-Baihaqi, *Shuabul-Iman*, Hadith No 5782

[26] : البيهقي، شعب الإيمان، الرقم : **2**

Al-Baihaqi, *Shuabul-Iman*, Hadith No 2

[27] : أبو يعلى، أحمد بن على، مسند أبى يعلى الموصلى، (دار المأمون للتراث، دمشق،**1984**ء)، الرقم:**3088**

Abu Yala, Ahmad bin Ali, *Musnad Abi yala al-Mosli*, Darul Mamon litturath, Damascus, 1984, H # 3088

[28] : البيهقي، السنن الكبرى، الرقم: **4312**

Al-Baihaqi, *Shuabul-Iman*, Hadith No 4312

[29] : البخاري، صحيح البخاري، الرقم:7240

Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Hadith No 7240

[30] : أبو يعلى، مسند أبي يعلى الموصلي، الرقم: 4916

Abu Yala, *Musnad Abi yala al-Mosli*, Hadith # 4916

[31] : المدثر74: 4-5

Al-Mudassar : 4-5

[32] : الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، (مكتبة ابن تيمية - القاهرة)، الرقم: 13646

Al-Tabrani, Suleman bin Ahmad, al-Mujamul Kabir, maktaba ibn-e-Taimiya, Qahira, Hadith # 13646

[33] : مسلم، صحيح مسلم، الرقم : 1552

Muslim, *Sahih Muslim*, Hadith No 1552

[34] : ابن حنبل، مسند أحمد، الرقم : 16586

Ibn-e-Hanbal, *Musnad Ahmad*, Hadith No 16586

[35] : البخاري، محمد بن إسماعيل، الأدب المفرد، (دار البشائر الإسلامية، بيروت، 1989ء)، الرقم: 479

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *al-Adabul Mufrid*, Darul Bashair al-Islamia, Bairot, 1989, Hadith No 479

[36] : أبو داود، سنن أبي داود، الرقم: 5239

Abu Dawood, *Sunan Abi Dawood*, Hadith No: 5239

[37] : أبو داود، سنن أبي داود، الرقم: 5239

Abu Dawood, *Sunan Abi Dawood*, Hadith No: 5239

[38] : البقرة2: 205

Al-Baqarah :205

[39] : ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي، زاد المسير في علم التفسير،(دار الكتاب العربي، بيروت)، ج: 4، ص: 256

Ibnul Jauzi, Abdu Rahman bin Ali, *Zadul Moyassir fi Ilmi tafsir*, Dar alkitab alarbi, Bairot, V: 4, P 256

[40] : الحشر59:5

Al-Hasher: 5

[41] : البخاري، صحيح البخاري، الرقم 2433

Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Hadith No 2433

[42] : الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار الحرمين، القاهرة)، الرقم: 2082

Al-Tabrani, Suleman bin Ahmad, *al-Mujamul al-Ausat*, Darul-Harmain, al-Qahira, Hadith # 2082

[43] : النسائي، سنن النسائي، الرقم: 4349

Nisai, *Sunan Nisai*, Hadith No: 4349

[44] : أبو داود، سنن أبي داود، الرقم: 5266

Abu Dawood, *Sunan Abi Dawood*, Hadith No: 5266